احمدیت کی اصل صبح تب ہوگی جب تمام دنیا پر دین مصطفیٰ ﷺ پھیل جائے گا۔احمدیت کل انسانیت کی ملکیت ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍ دسمبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

ان دنوں اس بات کا چرچا ہے کہ پاکستان میں گیارہ سال کی طویل رات کے بعد جمہوریت کا سورج طلوع ہوا ہے۔ابھی یہ کہنا جلدی ہے کہ صبح کس نوعیت کی ہوگی اور وقت بتائے گا کہ یہ صبح کیسی صبح ہے جو طلوع ہوئی ہے لیکن بہر حال اس میں شک نہیں کہ ایک بہت لمبے عرصے کے بعد اہل پاکستان کو جمہوریت کے ذریعے اپنے فیصلے کرنے کا بظاہر اختیار ملا ہے۔اس لحاظ سے میں تمام اہل پاکستان کو جو پاکستان میں بھی ہوں یا پاکستان سے باہر بستے ہوں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جب بھی ہم سورج کی بات کرتے ہیں یا صبح کا ذکر کرتے ہیں تو ہمارا ذہن طبعی طور پر اس سورج کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جس کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اس صبح کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو خدا کے بنائے ہوئے سورج کے ذریعے طلوع ہوا کرتی ہے۔اس لئے اس سورج اور اس صبح کے ساتھ روشنی کا ایک ایسا تصور ہمارے دل و دماغ پر نقش ہو چکا ہے کہ جب بھی ہم سورج یا صبح کا ذکر سنتے ہیں تو یہی روشنی کا تصور ہمارے دل میں از خود طلوع ہو جاتا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں ہم جن سورجوں کی باتیں کرتے ہیں، جن صبحوں کی باتیں کرتے ہیں ہرگز ضروری نہیں کہ ان سورجوں کے اطوار خدا کے بنائے ہوئے سورج جیسے ہوں اور ان صبحوں کے رنگ خدا کی بنائی ہوئی صبحوں کے رنگوں

جیسے ہوں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہر سورج کی صفات اس کے بنانے والے کی، اس کے خالق کی صفات کا نقش لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ ہر صبح کا فیصلہ کہ وہ کیسی صبح ہے اس کے بنانے والے کی اپنے مزاج، اس کے اپنے بنانے والے کی اپنی نیت، اس کے بنانے والے کے اپنے اطوار کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ یہ فیصلہ اگر میں نے کہا تھا تو مجھے کہنا چاہئے کہ یہ فیصلہ اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ اس صبح کو بنانے والا کیسا ہے؟ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جتنی بھی انقلابی صبحیں طلوع ہوا کرتی ہیں یا جمہوری صبحیں طلوع ہوا کرتی ہیں یا نظریاتی صبحیں طلوع ہوا کرتی ہیں ان سب کے رنگ جدا جدا ہوتے ہیں۔

بعض تبدیلیوں کو دنیا صبح کا نام دیتی ہے اور ان صبحوں کا رنگ گہرا سرخ ہوتا ہے اور انسان کے خون سے ہولی کھیلنے کے بعد وہ صبح بنتی ہے۔ بعض جگہ جب ہم صبح کی باتیں کرتے ہیں تو ان صبحوں کا رنگ سبز ہوتا ہے، کہیں ان صبحوں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے، کہیں ان صبحوں کا رنگ ملا جلا کالے، سیاہ، سرخ اور سبز کے ساتھ اس طرح گڈ مڈ ہو کر ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ صبح کا رنگ کیا ہے۔ خصوصاً ایسے ممالک جہاں رشوت ستانیاں عام ہوں، جہاں ناانصافیاں عام ہوں وہاں کی صبح بھی اس قسم کے مختلف رنگ بیک وقت لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ چنانچہ اسی ملک کے باشندے ایک صبح میں تاریک خطے میں زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں، اسی صبح کے بعض باشندے ایک حصے میں ایک سبز رنگ کے حصے میں بھی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں، اسی ملک کے بعض باشندے سرخ رنگ کے خطے میں زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور کچھ باشندے ایسے ہوتے ہیں جن پر پوری طرح اسی طرح کی صبح طلوع ہو چکی ہوتی ہے جیسے ہم قانون قدرت کی بنائی ہوئی صبح کو دیکھتے ہیں۔

چنانچہ یہ جو تمثیل ہے یہ محض کوئی شاعرانہ تمثیل نہیں بلکہ حقیقۃً بعینہٖ دنیا کے حالات پر اطلاق پاتی ہے۔ بعض ممالک ہیں جہاں حکمران جمہوریت کے نام پر او پر آتے ہیں ان کے لئے روشنی ہی روشنی ہے اور ان کے ساتھیوں کے لئے روشنی ہی روشنی ہے لیکن بعض ان سے اختلاف رکھنے والے انتہائی تاریکی کی حالت میں دن بسر کر رہے ہوتے ہیں ان کا مستقبل روشن نہیں ہوتا ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی کہ ہم سے کیا بنے گا اور ہمارے ساتھ کیسے سلوک کئے جائیں گے۔ پس آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس ملک کے کچھ لوگ ابھی تاریکی میں بسر کر رہے ہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو مظالم کا نشانہ بنایا

جاتا ہے اور طرح طرح سے ان کو دکھ دئے جاتے ہیں اسی ملک میں ان کی صبح کو سرخ صبح کہا جاسکتا ہے۔ پھر کچھ لوگ ہیں جو دولت سے کھیلنے لگتے ہیں جن کے لئے ملک کی ساری سبزی ساری طراوت ان کی جھولی میں انڈیل دی جاتی ہے ان کی صبح کو پھر سبز صبح بھی کہہ سکتے ہیں یا روپے کی مثال کی تمثیل کے ساتھ روپہلی صبح بھی کہہ سکتے ہیں لیکن اس صبح کے مالک جو ہیں جو اس صبح کی تقدیر بنانے والے ہیں ان کو اس صبح کے سارے رنگ میسر آتے ہیں کچھ اپنوں کے لئے، کچھ غیروں کے لئے اس لئے میں نے کہا کہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی حالت عام قانون قدرت سے بنائی جانی والی صبح کی حالت جیسی ہوا کرتی ہے۔

اس لئے یہ جو سورج طلوع ہونا اور نیا دن چڑھنا یہ محاورے جب آپ سنتے ہیں تو درحقیقت ان سے کچھ بھی سمجھ نہیں آتی کہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ جب تک یہ دن چڑھانے والوں کے دلوں کی حالت کا ہمیں علم نہ ہو، جب تک ان کی نیتوں سے ہم آگاہ نہ ہوں، جب تک ان کی طاقتوں سے ہم واقف نہ ہوں کہ اگر اچھی نیتیں رکھتے بھی ہیں تو کیا ان اچھی نیتوں کو بروئے کار لانے کی طاقت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس وقت تک کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی صبح کس طرح کی طلوع ہوئی ہے۔

خدا تعالیٰ نے جو سورج بنایا ہے، خدا تعالیٰ نے جو صبح بنائی ہے اس میں جو روشنی آپ دیکھتے ہیں، وہ سفیدی جو ایک خاص قسم کی سفیدی ہے، سفیدی کے سوا اس کے لئے کوئی اور لفظ ہمارے پاس نہیں اس لئے ہم اسے سفیدی کہہ دیتے ہیں مگر قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے نور کہا جاتا ہے۔ وہ نور دراصل انصاف سے بنتا ہے اور وہ اہل دانش جنہوں نے روشنیوں کی حقیقت پر تحقیق کی ہے وہ بتاتے ہیں کہ جس کو ہم ایک سفید نما نور دیکھتے ہیں دراصل یہ مختلف رنگوں کی آمیزش سے بنی ہوئی ایک کیفیت ہے اور ان رنگوں نے آپس میں کامل امتزاج کیا ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان رنگوں کو آپس میں ایک کامل امتزاج کے ساتھ یک جان بنا دیا ہے اور ان کا امتزاج ایسا منصفانہ ہے کہ ان رنگوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو بے چینی سے اپنی الگ شخصیت کو ظاہر کرے کیونکہ جب کامل انصاف ہو تو سارے رنگ ایک دوسرے میں مدغم ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی رنگ اپنی بیقراری اور بے چینی کے ذریعے اپنی الگ شخصیت کو ظاہر نہیں کیا کرتا۔ اس لئے یہ جو میں نے انصاف کا لفظ استعمال کیا ہے یہ محض کوئی فرضی بات نہیں حقیقت ہے۔ جہاں بھی آپ رنگوں کے اس

امتزاج میں انصاف کو چھوڑ دیں گے وہاں سفیدی رونما نہیں ہوگی کچھ اور رونما ہوگا۔ اس رنگ کا کوئی بھی نام آپ رکھ دیں لیکن وہ سفیدی نہیں ہوگی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو سورج بنایا اور اس سورج کی روشنی سے جو صبح طلوع ہوا کرتی ہے وہ تمام کائنات کے لئے ایک سبق رکھتی ہے اور وہ سورج بنی نوع انسان کے لئے ایک سبق رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ روحانی دنیا میں جب حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو سراج منیر فرمایا گیا یعنی تمام عالم کا ایک روشن سورج اور روشن کرنے والا سورج تو اس میں یہی پیغام تھا کہ یہ رسول کامل انصاف رکھنے والا رسول ہے۔ اس نے دو طرح سے رنگوں سے انصاف فرمایا ہے۔ اول اپنے خدا کی صفات کے سارے رنگ اسی توازن سے اختیار کئے جس توازن سے خدا کی ذات میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے بنی نوع انسان سے تعلقات میں وہ سارے رنگ اختیار کئے اسی توازن کے ساتھ جو انسانی فطرت میں ایک خاص توازن کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ تو یہ وہ رسول ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات کے ساتھ بھی ان کو اپنانے میں انصاف کرنے والا ہے اور بندوں کے ساتھ سلوک میں بھی فطرت کے مطابق متوازن راہ اختیار کرتے ہوئے ایسا سلوک فرماتا ہے جو کامل انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ پس روحانی دنیا کا بھی یہ سورج ہے اور مادی دنیا کا بھی یہ سورج بن جاتا ہے انسانوں کے نقطۂ نگاہ سے۔ مادی دنیا تو نہیں کہنا چاہئے غیر مذہبی عام انسانی تعلقات کے نقطۂ نگاہ سے بھی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر سورج کا لفظ بعینہٖ اپنی کامل شان کے ساتھ اطلاق پاتا ہے۔

پس اس پہلو سے جو صبح ہم جانتے ہیں وہ تو طلوع اسلام کی صبح ہوگی۔ جس صبح سے ہم واقف ہیں یا ہمیں سمجھائی گئی ہے وہ وہی صبح ہے جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ طلوع ہوگی۔ اس لئے وقتی طور پر کسی دنیا کے ملک میں اگر جمہوریت طلوع ہوتی ہے، اگر جمہوریت کا سورج چڑھتا ہے تو ضمنی طور پر چھوٹی سطح پر ایک قسم کی خوشی کا پیغام ہمیں ملتا ہے لیکن ہم یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ یہ خوشی کا پیغام حقیقی ہے بھی کہ نہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سے ایسے موجبات ہیں، بہت سے ایسے اسباب ہیں جو سورج کے طلوع کے فوری ساتھ ہی ظاہر نہیں ہوا کرتے۔ ایک قسم کا دھندلکے کا عالم ابتدائی صبح کے وقت ہوا کرتا ہے اور اس سورج کی کیفیت کیا ہوگی، وہ کیا چیزیں اپنے ساتھ لائے گا، کس قسم کے رنگ ظاہر کرے گا۔ یہ سارے امور انسانی

محاورے کے لحاظ سے جب انسانی حالات پر اطلاق پاتا ہے یہ محاورہ اس وقت یہ سارے امور اندھیرے میں ہوتے ہیں۔ بظاہر صبح کی بات کر رہے ہوتے ہیں لیکن ہمیں خود سمجھ نہیں آرہی ہوتی کہ ہم کیا بات کر رہے ہیں۔ خود صبح کا لفظ اپنی ذات میں اندھیرے میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ صبحیں ابتدائی طور پر خوشی کا ایک پیغام لاتیں ہیں کیونکہ امکانات موجود ہوتے ہیں ان کے اچھا ہونے میں لیکن بسا اوقات شاعر اس بات کا رونا روتے ہیں بعد میں کہ یہ کیسی صبح ہم پر طلوع ہوئی اس سے تو بہتر تھا کہ وہ رات رہتی جس رات کی ہر گھڑی، ہر لمحہ ہم نے گن گن کے کاٹا اس صبح کے انتظار میں لیکن جب صبح چڑھی تو رات سے بھی زیادہ بھیانک۔ اس لئے خدا کی بنائی ہوئی صبح سے انسان کی بنائی ہوئی صبح کو نہ ناپا کریں۔ یہ دو مختلف پیمانے ہیں۔ یہ اور تصور ہے اور خوشی کے اظہار میں بہت جلدی نہ کیا کریں بلکہ بالغ نظر انسانوں کی طرح انتظار کیا کریں کہ یہ صبح آپ کے لئے کیا ظاہر کرتی ہے اور کیسے رنگ لے کے آتی ہے۔

جہاں تک پاکستان کے حالات کا تعلق ہے جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ اس گیارہ سالہ رات میں دکھ اٹھائے ہیں جس گیارہ سالہ رات میں پاکستان کے دوسرے اہل وطن نے بھی دکھ اٹھائے اور عجیب بات ہے کہ اس رات کو بھی صبح کہا جاتا تھا۔ لکھنے والوں نے اس رات کو بھی روشنائی سے لکھا تھا اور بتانے والوں نے اس کو بھی ایک اسلام کی صبح بتایا تھا لیکن وہ کیسی اسلام کی صبح تھی جس کی روشنی میں دن بدن بدکاریاں بڑھتی رہیں، دن بدن مظالم بڑھتے رہے، دن بدن فسق و فجور میں اضافہ ہوتا رہا، دن بدن دہریت پنپتی رہی اور منافقت آگے بڑھتی رہی۔ وہ تمام حالات جو اس ظاہری صبح میں جس کو صبح بتایا جاتا تھا رونما ہونے شروع ہوئے اور رونما ہوتے رہے مسلسل۔ ان حالات کا قرآنی اصطلاح میں اندھیروں سے تعلق ہے روشنی سے تو کوئی تعلق نہیں لیکن پھر بھی صبح کو صبح ہی بتایا جاتا تھا اور اسلام کا سورج طلوع ہو گیا، ایک ایسی ضیاء آ گئی جس کے نتیجے میں اب اسلام کے لئے روشنیوں کے دن ہی ہیں اور سارے اندھیرے ختم ہو گئے۔

کیسے اندھیرے ختم ہوئے تھے کہ گلی گلی میں ظلم اور سفاکی کا دور دورہ تھا، وہ کیسے اندھیرے ختم ہوئے تھے کہ بدکاری اور بے حیائی بڑھتی چلی جارہی تھی، غریبوں پر مظالم پہلے سے زیادہ ہو گئے اور دوسرے کا مال لوٹنا، دوسرے کی عزت پر ہاتھ ڈالنا، دوسرے کی جان اور مال اور عزت کو نقصان

پہنچانا یہ ان دنوں کا شیوہ بن چکا تھا اور اس کو بھی صبح بتایا جاتا تھا۔ اسی لئے جیسا کہ میں نے آپ کو متنبہ کیا ہے کہ محض اصطلاحوں کے استعمال سے دھوکا نہ کھائیں لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپ کو یہ بھی بتاتا ہوں کہ جو کچھ بھی پاکستان میں رونما ہوا ہے جہاں تک ظاہری عقل کے اندازے ہیں یہ اس سے بہت بہتر ہے جو گیارہ سالہ دور میں ہم نے دیکھا ہے۔ یقینی طور پر میں نہیں کہہ سکتا کہ احمدیوں کے لئے وہ تمام آزادیوں کی خوشخبریاں یہ صبح لے کے آئی ہے جو ان کا انسانی حق ہے یا نہیں لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ پاکستان کے بہت سے باشندوں کے لئے، پاکستان کے بہت سے خطوں میں یقیناً یہ صبح خوشخبریاں لے کے آئی ہے۔ اسی لئے میں نے بالعموم اہل پاکستان کو اس خطبے کے آغاز ہی میں مبارکباد دی تھی۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ نے نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ جن خطرناک مظالم کا سامنا کیا اور ان مظالم کو للہ خدا کی رضا کی خاطر برداشت کرتے رہے میں امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان مظلوموں کو بھی اس صبح کی روشنی سے حصہ دے اور ان کے دکھوں کی تاریکیاں بھی اگر کلیۃً نہیں کٹتیں تو کم ہو جائیں اور ان کو سانس لینے کی سہولت اور مہلت میسر آجائے لیکن میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ **اگر اب نہیں تو کل اگر کل نہیں تو پرسوں احمدیت پر بھی لازماً وہ سورج طلوع ہوگا جو خدا کا بنایا ہوا سورج ہے۔ وہ اپنی تمام روشنیاں آپ کے لئے لے کے آئے گا۔ وہ دن طلوع ہوگا جس طرح یہ لمبی رات لمبی تھی اور کئی راتوں پر مشتمل تھی کئی راتوں سے گویا بنائی گئی تھی پرو پرو کر اسی طرح یہ دن جو احمدیت پر طلوع ہونے والا ہے یہ ایک بہت ہی لمبا دن آئے گا اور ایک ایسا دن ہے جو آپ کی نسلیں بھی اس کو ڈوبتا نہیں دیکھیں گی، آپ کی آنے والی نسلیں بھی اس کو ڈوبتا ہوا نہیں دیکھیں گی، ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی اس دن کو ڈوبتا ہوا نہیں دیکھیں گی اور میں خدا کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ وہ دن روشن تر ہوتا چلا جائے گا اور پھیلتا چلا جائے گا یہاں تک کہ ساری دنیا کو اسلام کے نور سے منور کر دے گا۔**

یہ جو پہلو ہے اس پہلو سے جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایک جگہ کی صبح ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔ کسی ایک وطن کی صبح ہمارے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ اس پر غور کرتے ہوئے ہمارا ذہن صبح کی ایک اور صفت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی صبح بہت

وسیع علاقے پر طلوع ہوتی ہے کسی ایک یا دوملکوں پر طلوع نہیں ہوا کرتی بلکہ آپ جغرافیائی نقطۂ نگاہ سے بات کریں تو نصف عالم پر ضرور روشن ہو جاتی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب روحانی اصطلاح میں ہم بات کرتے ہیں تو حضرت محمد مصطفی ﷺ کا سورج نصف دنیا کے لئے نہیں بنایا گیا تھا۔ اس لئے دنیا کے محاورے مقدرت نہیں رکھتے کے اس صبح کا ذکر کرسکیں جو صبح رسول اکرم ﷺ کے سورج کے طلوع ہونے سے دنیا پر ظاہر ہونی تھی۔ یہ وہ صبح ہے جو بیک وقت کل عالم کو روشن کرنے والی صبح ہے اور کسی ایک افق کو روشن کرنے والی نہیں، کسی دو افقوں کو روشن کرنے والی نہیں، بعض مشارق کو روشن کرنے والی نہیں بلکہ کل عالم کے ہر افق کی ہر مشرق کو روشن کرنے والی صبح ہے۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا دل اور حوصلہ بہت بڑا ہونا چاہئے۔ قرآن کریم جب کافروں کو فَرِحٌ فَخُوْرٌ (ھود:۱۲) فرماتا ہے تو ان کے چھوٹے دل، ان کے تصورات کی چھوٹی چھلانگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس شخص کے مطلوب چھوٹے ہوں، جس شخص کے مقصود کم ہوں اور ادنیٰ ہوں وہ چھوٹی باتوں سے خوش ہو جایا کرتا ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ کافروں کے مطمح نظر گھٹیا ہوا کرتے ہیں اور تھوڑے ہوتے ہیں ان کے مطلوب اور مقصود چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس لئے تم دیکھو گے کہ کافر تھوڑا سا پا کر بھی بہت خوش ہوتا ہے اور فخر کرنے لگ جاتا ہے، چھلانگیں مارنے لگ جاتا ہے۔

احمدیوں کو اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ ہمارے سفر لمبے ہیں، ہمارے مطلوب اور مقصود آفاقی ہیں اور کوئی ایک چھوٹی صبح ہمیں خوشی سے اچھلنے پر مجبور نہیں کرسکتی، ہم کسی ایک چھوٹی صبح کو دیکھ کر خوشی سے اچھلنے والے لوگ نہیں ہیں۔ وہ منازل میں سے ایک منزل ہے جسے ہم نے طے کیا۔ لیکن درحقیقت ہماری آخری منزل تمام کائنات پر محمد مصطفی ﷺ کے سورج کی صبح کو طلوع کرنا ہے اور تمام عالم کو اس صبح سے روشن کرنا ہے۔ اس پہلو سے ایک علاقائی نظر رکھنے والے نہ بنیں بلکہ آفاقی نظر رکھنے والے بنیں۔ آپ کی ایک عالمی حیثیت ہے، آپ کسی ایک ملک کی جماعت نہیں ہیں۔ ایک ملک میں اگر دکھ آپ اٹھاتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی رحمتیں کثرت کے ساتھ دوسرے ملکوں میں آپ کے لئے راحت کے سامان بھی پیدا کر رہی ہوتی ہے۔

اس لئے نہ آپ کی رات کسی ایک ملک سے بنتی ہے نہ آپ کی صبح کسی ایک ملک سے بنتی ہے۔ آپ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے غلام ہیں آپ کا پیغام آفاقی ہے، آپ کی رحمت عالمی ہے۔ اس

نقطۂ نگاہ سے اپنے ارادوں کو بلند رکھا کریں اور اپنے حوصلوں کو وسیع کریں اور اپنے مقاصد کو ہمیشہ عالمی حیثیت کے ساتھ اور عالمی نقطۂ نگاہ سے جانچا کریں اور چھوٹے چھوٹے افقوں کی سطح پر اپنے مقاصد کو محدود نہ کر دیا کریں۔ اس لحاظ سے میں جماعت کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہم ایک ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں جہاں ہم سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ **انشاء اللہ آنحضرت ﷺ کے پیغام کی صبح کل عالم میں روشن کرنے کا جو مقصد لے کر اٹھے ہیں اس میں ہم بہت نمایاں کامیابی حاصل کریں گے اور یہ نمایاں کامیابی کی جو منزل ہے یہ صدیوں کے نقطۂ نگاہ سے احمدیت کی دوسری صدی سے تعلق رکھتی** ہے۔ پس ہم ایک اور سورج کے طلوع ہونے کے کنارے پر کھڑے ہیں ایک اور صبح کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ پہلی صدی کا سورج جب غروب ہوگا تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ دوسری صدی کا سورج طلوع ہو رہا ہوگا۔

جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے یہ دوسری صدی کا سورج زیادہ وسیع علاقے پر طلوع ہوگا اور جو بھی **حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے الہامات سے میں **سمجھا ہوں اس سے معلوم ہوتا** ہے کہ یہ **اگلی صدی جماعت احمدیہ کو ایک عظیم عالمی جماعت کے طور پر منصۂ شہود پر ابھارے گی اور جماعت کے قدم بڑی مضبوطی کے ساتھ دنیا کے ہر ملک میں پیوست ہو چکے ہوں گے اور قائم ہو چکے ہوں گے**۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے لئے یہ شام کا وقت بہت ہی اہمیت کا وقت ہے شام کا تو نہیں کہنا چاہئے دوسری صبح کے آغاز سے پہلے فجر کا وقت کہنا چاہئے۔ ہم صدیوں کے نقطۂ نگاہ سے، صدیوں کے محاورے کے لحاظ سے اس وقت بظاہر ایک دن کے آخر پر ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایک اور صبح کے سرہانے کھڑے ہیں جو طلوع ہونے والی ہے۔ اس پہلو سے تسبیح و تحمید کے ساتھ ہمیں اس صبح کے لئے خدا تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ برکتوں کے حصول کا طالب ہونا چاہئے اور تسبیح و تحمید کے ذریعے اپنی صبح کو برکتوں سے بھر دینا چاہئے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی احمدیوں کے حالات پہلے سے بہتر ہوں گے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں پاکستان کے حالات سے نعوذ باللہ مایوس ہوں۔ میں ہرگز یہ پیغام نہیں دے رہا کہ پاکستان میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں یہ ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ اس لئے اگر میرے خطبہ سے یہ اب تک تاثر قائم ہوا ہو تو میں اس تاثر کو دور کرنا چاہتا

ہوں۔ میں جو بات آپ کو سمجھانی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم خدا کی رحمت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ضرور ان تبدیلیوں کو احمدیوں کے حق میں ایک صبح کی طرح ظاہر فرمائے گا اور یہ تبدیلیاں نئی روشنی احمدیت کے لئے لے کے آئیں گی اور مظالم کی اندھیری رات انشاء اللہ ٹل جائے گی لیکن اپنی ذات میں یہ ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اپنی ذات میں یہ کامیابی ہمارے لئے کافی نہیں ہے **کیونکہ ہم ایک عالمی جماعت ہیں، ہمارا مطمح نظر بہت وسیع ہے، ہمارا مقصود بہت اونچا ہے** اس مقصود سے آپ غافل نہ ہوں اور یاد رکھیں کہ جس صبح کی ہم بات کرتے ہیں اس کی صفات عام دنیا کی صبحوں سے مختلف ہوا کرتی ہیں۔

چنانچہ اس نقطۂ نگاہ سے جب میں نے حالات پر غور کیا تو میں نے یہ عجیب بات معلوم کی کہ پاکستان کے احمدیوں پر یہ جو گیارہ سالہ رات مسلط ہوئی تھی اس گیارہ سالہ رات میں ہم نے حقیقت میں اندھیروں کی بجائے روشنیاں پائیں ہیں اور جن لوگوں کے لئے وہ صبح تھی انہوں نے اس میں اندھیروں کے سوا کچھ بھی نہیں پایا۔ اس لئے جب ہم انسانی محاوروں میں بات کرتے ہیں تو بہت سے دھوکے کھا جاتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے یہ معاملہ کھول کر رکھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے کیا پایا اور کیا کھویا جب مذہبی اور روحانی نظر سے اس بات کا تجزیہ کریں تو اچانک ہم ساری کیفیت کو بالکل الٹا ہوا دیکھتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کلیڈ وسکوپ کی حرکت سے منظر بدل جاتا ہے اس طرح اچانک پاکستان میں جو کچھ ہوا اس کا منظر یک دفعہ تبدیل ہو جاتا ہے۔

ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا اس گیارہ سال میں۔ اس کو جب آپ حقیقت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس عرصے میں جن لوگوں نے ہم پر مظالم کئے، جن لوگوں نے ہمیں دکھ دیئے انہوں نے حقیقت میں سچائی کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ انہوں نے ہر اعلیٰ انسانی قدر کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ وہ دن بدن خود اپنی ہی پوجا کرنے والوں کی نظر میں ذلیل سے ذلیل تر ہوتے چلے گئے۔ ان کے اس ڈرامے کے سٹیج سے چلے جانے کے بعد وہ لوگ جو ان کی عبادت کیا کرتے تھے انہوں نے ان پر لعنتیں ڈالنی شروع کیں۔ تمام ملک کے صحافیوں اور دانشوروں نے پہلے دبی آواز میں پھر کھل کر پھر خوب کھل کر اس دور کی جس کو وہ صبح کہا کرتے تھے اس کی تاریخ میں باتیں لکھنی شروع کیں اور اس تاریخ کی حقیقت کو قلمبند کرنا شروع کیا جسے ایک روشن تاریخ کہا جاتا تھا اور یہ کہنے لگے کہ اسلام کی

تاریخ میں کبھی اسلام کو کسی دور میں اتنا نقصان نہیں پہنچایا گیا جتنا اسلام کے نام پر آنے والی اور مسلط ہونے والی اس آمریت کے دور میں اسلام کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔تو آپ دیکھیں کہ اچانک منظر کس طرح بدلا ہے۔جن کی صبح ہے دراصل ان کی رات ہے اور میں آپ کو بتاؤں گا کہ جن کی رات کہا جا رہا ہے دراصل ان کی صبح ہے۔

چنانچہ احمدیوں کا نقطۂ نظر ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بظاہر تاریک رات سے گزرتے ہوئے ہم نے خدا تعالیٰ کے قرب کی روشنیاں پائیں ہیں۔ہم نے عبادتوں سے اپنے گھروں کو روشن کیا اور مساجد میں عبادتوں کے چراغ جلائے۔جس طرح ایک پوجا کرنے والا دیئے کی بتی روشن کر کے بتوں کے سامنے رکھتا ہے اس سے کہیں زیادہ عقیدت اور محبت اور توحید کے عشق سے معمور ہو کر ہر احمدی نے اپنے سینے میں خدا کی عبادت کے دیئے جلائے اور اپنے سینوں کو بھی روشن کیا، اپنے گھر کے ماحول کو بھی روشن کیا۔

گزشتہ بعض اصلاحی خطبوں میں میں آپ کے سامنے ذکر کرتا رہا ہوں کہ اہل ربوہ خصوصیت کے ساتھ میرے لئے باعث فکر ہیں کہ ان میں یہ خرابی بھی بعض جگہ داخل ہو رہی ہے، بعض جگہ یہ خرابی بھی داخل ہو رہی ہے۔وہ اس لحاظ سے میں تنقید کرتا تھا کہ جن سے محبت ہو، جن سے پیار ہو، جن سے توقعات ہوں جنہیں انسان سفید روشن کپڑے کے طور پر دیکھنا چاہتا ہو ان کے چھوٹے چھوٹے داغ بھی دکھ دیتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔ہرگز یہ مراد نہیں تھی کہ نعوذ باللہ غیروں کے مقابل پر یعنی پاکستان کے دوسرے شہروں کے مقابل پر اہل ربوہ کی حالت دینی اور اخلاقی لحاظ سے کسی پہلو سے بھی بد ہے یا بدتر ہے۔امر واقعہ یہ ہے کہ سارے دور میں اگر کوئی ایک شہر پاکستان میں اسلامی شہر کے طور پر پیش کیا جا سکتا تھا تو ربوہ ہی تھا اور آج بھی ربوہ ہی ہے۔باہر سے جانے والے بعض غیر مسلم سیاحوں نے واپسی پر خود مجھے بتایا کہ ہم نے پاکستان کے بہت سے شہر دیکھے لیکن سب سے زیادہ صاف اور پاک معاشرے والا شہر ہمیں ربوہ دکھائی دیا ہے اور اتنا فرق ہے کہ ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ پاکستان کا شہر ہی نہیں ایک جزیرہ ہے جو اس ملک میں آباد ہے۔ایک موقع پر سری لنکا کے ایک سفیر پاکستان میں متعین تھے۔جب یہ آغاز ہوا ہے مخالفتوں کا زیادہ ان دنوں کی بات ہے۔ان کو میں نے دعوت دے کر ربوہ بلایا اور مل کے جب وہ رخصت ہو رہے تھے تو انہوں نے یہ کہا

کہ وہاں حکومت پاکستان کے نمائندہ یا دوسرے جتنے بھی لوگ مجھے ملنے والے ملا کرتے تھے وہ مجھے بار بار یہ یقین دلاتے تھے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اور آپ ہرگز اس دھوکے میں نہ آئیں کہ یہ جماعت مسلمانوں کی جماعت ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ ربوہ ایک ایسا ذلیل شہر ہے جو سب سے زیادہ خوفناک اور اسلامی قدروں سے دور ہے اس لئے ہم جو کچھ بھی قدم اٹھا رہے ہیں احمدیت کے خلاف یا ربوہ کے برخلاف ہم اپنے مذہبی نظریات سے مجبور ہو کر ایسا کر رہے ہیں۔اس لئے یہ لوگ ہمارے اوپر ایک داغ ہیں۔ یہ باتیں مجھے بیان کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ میں نے یہاں آکر دیکھا ہے اور یہاں آنے کے بعد جس کیفیت سے میرا دل گزرا ہے اس کے نتیجے میں میں گواہی دیتا ہوں اور میں ہر جگہ یہ گواہی دینے کے لئے تیار ہوں کہ اگر کہیں دنیا میں اسلام موجود ہے تو وہ ربوہ میں ہے اور اگر پاکستان میں کوئی معاشرہ خوبصورت اور صاف اور پاکیزہ کہلانے کا مستحق ہے تو وہ صرف ربوہ میں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ اس عہد پر قائم رہے جب واپس گئے اسلام آباد تو ہمیں اطلاعیں ملتی رہیں کہ جس مجلس میں وہ بیٹھے ہیں انہوں نے یہی بات کھل کر بیان کی ہے۔شاید یہی وجہ تھی کہ زیادہ دیر وہاں وہ سفیر نہیں رہ سکے اور ان کو واپس بھجوا دیا گیا یا بلا لیا گیا۔ جب میں سری لنکا گیا تو وہ خود ہوائی اڈے پر تشریف لائے ہوئے تھے، اپنے رنگ میں میرے اعزاز کی خاطر اور ان کے آنے سے سہولتیں بھی بہت ہوئیں اور پھر سارے قیام کے عرصے سری لنکا میں وہ ہمیشہ ساتھ رہے اپنے طور پر۔حکومت نے مقرر نہیں کیا تھا لیکن ان کو احمدیت سے ایسی محبت ہوگئی تھی کہ وہ رہ نہیں سکتے تھے۔کینڈی ایک بہت خوبصورت جگہ ہے جب ہم یہاں گئے تو اصرار کیا کہ اس عرصے میں آپ میرے مہمان ہوں گے اور وہاں ہر قسم کی مقامی طور پر چیزیں دیکھنے کی یا دوسری سہولتیں مہیا کیں اور ایک ایسا موقع بھی فراہم ہوا ان کی وجہ سے جو دنیا میں شاذ ہی سیاحوں کو ملتا ہے۔یعنی بدھ ازم کے جو نائب بادشاہ Deputy King کہلاتے ہیں اور بدھ دنیا کی بہت ہی عظیم شخصیت ہیں، بڑی طاقتور شخصیت ہیں ان کے ساتھ ملاقات کا بھی موقع ملا اور دنیا کی عام حکومتوں کے نمائندوں سیاحوں کو بھی نہیں ملا کرتا۔

تو میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ سارا جو پھل تھا یہ ربوہ کی ایک مختصر سی زیارت کا پھل تھا۔انہوں نے ربوہ دیکھا، اہل ربوہ سے ملے، ربوہ کے بازاروں میں گھومے، غریبوں کو دیکھا، امیروں کو دیکھا

یعنی ہر قسم کی سوسائٹی سے انہوں نے رابطہ پیدا کیا اور ایک دن کے اندر اندر ہی ان کی کایا پلٹ گئی۔تو جس ربوہ کو ہم اپنے نقطۂ نگاہ سے تنقید کی نظر سے دیکھتے ہیں بیرونی لوگ جب اس ربوہ کو دیکھتے ہیں تو ان کو بالکل کچھ اور دکھائی دیتا ہے۔ہمیں اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ دکھائی دینا چاہئے اس سے کم تر ہے اور وہ دوسرے اس نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں کہ باہر جو کچھ بھی دیکھتے رہے ہیں اس کے مقابل پر نور ہی نور ہے۔

اس لئے اس گیارہ سالہ دور میں بھی اہل ربوہ نے کمایا ہے گنوایا نہیں ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ۔ بہت سی بدیاں جو معاشرے میں بڑھی ہیں کچھ ان بدیوں نے ربوہ میں بھی راہ پائی لیکن بہت تھوڑی ہے۔ یہ جو اثر کا دائرہ ہے وہ بہت چھوٹا ہے اور معدودے چند لوگ ہیں جو ان سے متاثر ہوئے لیکن چونکہ ہم ایک کو بھی ان بدیوں سے متاثر نہیں دیکھنا چاہتے اس لئے جب اصلاحی خطبے دیئے جاتے ہیں تو ان کا ذکر تکلیف اور دکھ کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن جہاں تک عبادتوں میں ترقی کا تعلق ہے مجھے مسلسل مختلف ربوہ جانے والوں کی طرف سے اطلاع ملتی ہے کہ ایک چیز جو نمایاں ربوہ میں دیکھی وہ یہ تھی کہ پہلے کبھی بھی مسجدیں اتنی نہیں بھری ہوتی تھیں جتنی اب بھری ہوتی ہیں اور اس لحاظ سے مجھے وہ مبارکباد دیتے تھے کہ مسجدوں کا جہاں تک تعلق ہے ان کی رونق میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اب یہ وہ چیز ہے حقیقت میں جو روشنی کا پیمانہ ہے۔عبادت ہی سے دراصل نور پیدا ہوتا ہے اور عبادت ہی سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔اس لئے جس دور کو دکھوں کے اعتبار سے اور مصیبتوں کے اعتبار سے ہم رات کہتے ہیں مذہبی اصطلاح میں وہ رات بھی ہمارے لئے روشنیاں لے کے آئی ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے عبادت کا معیار صرف ربوہ ہی میں نہیں بلکہ سارے پاکستان میں احمدیوں میں بڑھا ہے۔شاذ ہی کوئی دن ایسا آتا ہو جب مجھے یہ اطلاع نہ ملتی ہو کسی طرف سے کہ میں پہلے عبادت نہیں کیا کرتا تھا، میں فلاں نماز سے غافل تھا یا پانچوں نمازوں کا ہی تارک تھا اس قسم کی اطلاعیں لکھنے والے لکھتے ہیں لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں عبادت میں غیر معمولی ذوق شوق پاتا ہوں اور بہت ترقی کر چکا ہوں اور اپنے ماحول کے متعلق لوگ اطلاعیں دیتے ہیں۔اس لئے ایک جگہ ایک شہر کی بات نہیں میں کر رہا سارے پاکستان میں، ہر گاؤں میں، ہر بستی میں، ہر قصبے میں، ہر شہر

میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں نے پہلے سے بڑھ کر عبادت کے چراغ روشن کئے ہیں۔

اور صبح کس کو کہتے ہیں؟ عبادت سے دل خالی ہوں یعنی سچی عبادت سے اور خدا کے عشق میں معمور عبادت سے تو دراصل وہی دل ہیں جو تاریکی میں وقت گزار رہے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن پر صبحیں طلوع ہوا کرتی ہیں اللہ کی رحمت کی جن کے دلوں میں عبادت کا نور جاگ اٹھتا ہے اور جن کی راتیں اس عبادت کے نور سے روشن ہو جایا کرتی ہیں۔ دنیا کے پیمانوں کے لحاظ سے آپ پیرس کو روشنیوں کا شہر کہہ دیتے ہیں یا نیویارک کو روشنیوں کا شہر کہہ دیتے ہیں یا ماسکو کو روشنیوں کا شہر کہہ دیتے ہیں اور پاکستان کے لحاظ سے کراچی کو بھی روشنیوں کا شہر کہا جاتا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے روشنیوں کا شہر وہی شہر ہے جس میں بسنے والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور پرخلوص عبادت کے چراغ روشن ہوں۔ اس نقطۂ نگاہ سے جب سارے پاکستان پر ایک رات طاری تھی اور آج بھی وہ رات اسی طرح طاری ہے کیونکہ جہاں عبادت ہوتی تھی وہاں اس تاریک دور نے اس عبادت کو منافقت میں تبدیل کر دیا تھا اور خالصۃً للہ کی جو شرط قرآن کریم نے لگائی ہے وہ شرط اس عبادت پر اطلاق نہیں پاتی تھی۔

پس پاکستان میں دو طرح کے ماحول تھے یا عبادت کرنے والے لوگ تھے یا نہیں عبادت کرنے والے لوگ تھے۔ جو عبادت نہیں کیا کرتے تھے ان پر جب جبر کیا گیا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ عبادت سے متنفر ہو گئے اور جو لوگ عبادت کیا کرتے تھے دن رات، کسی حکومت کی خوشنودی کی خاطر نہیں ان کی عبادتوں میں حکومتوں کی خوشنودی کی نیتیں شامل ہو گئیں اور پریس کے نمائندوں کے سامنے باجماعت نماز پڑھتے ہوئے تصویر کھنچوانے کا شوق ان کی عبادتوں کی نیتوں میں شامل ہو گیا۔ اب سارا ملک اس لحاظ سے ریاکاری کا شکار ہو گیا ہے یا عبادت کو حاکم وقت کی خوشنودی کمانے کا ذریعہ بنایا جانے لگا۔ تو ایک طرف وہ لوگ تھے جن کی بظاہر صبح تھی اور ان کی حقیقت میں قرآنی اصطلاح کے پیمانوں سے جانچیں تو دراصل ان پر ایک رات طاری تھی اور وہ جن کو وہ کہتے تھے کہ ان پر ہم نے راتیں مسلط کر دی ہیں اور اب یہ اس رات سے کبھی بھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ اب قرآن اصطلاحی پیمانوں سے دیکھیں یا کہ نظریہ سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دن بدن احمدیوں کے لئے سورج تو نہیں میں کہہ سکتا لیکن یہ کہہ سکتا ہوں کہ دن بدن احمدی اندھیروں سے روشنی میں نکلتے

رہے۔ اور قرآن کریم نے جو یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو اندھیرے سے روشنی میں نکالتا ہے۔ یہ وہ جو منظر ہے جو احمدیوں پر اطلاق پا رہا تھا واقعۃً اور کوئی بھی ایسا عرصہ نہیں گزرا اس تمام گیارہ سالہ دور میں جبکہ احمدی اندھیروں سے نکل کر روشنی میں داخل نہ ہو رہے ہوں۔ اس پہلو سے جب ہم صبح کی بات کرتے ہیں تو مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ ہم روحانی رات کے اندھیروں میں مبتلا تھے۔ ہماری مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ ہم دنیادار ہوتے چلے جا رہے تھے اور جہاں تک اللہ کے تعلق کا سوال ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی اندھیرا ابھی ہمارے دلوں کو خدا تعالیٰ سے منقطع نہیں کر سکا اور ہمیں اپنی راہوں سے بھٹکا نہیں سکا بلکہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتیجے میں اس کے فضلوں کا وارث بنتے رہے اور آئندہ بھی ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر بنتے چلے جائیں گے۔

پس اس سارے تجزیئے کے بعد، اس سارے تجزیئے کی روشنی میں میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ احمدیت ایک ملک کی چیز نہیں ہے، ایک ملک کی جاگیر نہیں ہے اور کوئی ایک ملک محض ایک ملک کے حساب سے ہمارا مطمح نظر نہیں ہے۔ احمدیت انسانیت کی جاگیر ہے، کل انسانیت کی ملکیت ہے اور سارا عالم ہمارے مطمح نظر ہے۔ اس لحاظ سے اول یہ کہ اپنے ارادوں کو بلند تر رکھیں اور اپنے دائرہ اثر کو بڑھانا شروع کریں اور بھی زیادہ بڑھاتے چلے جائیں۔ تمام عالم کو ہمیں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے نور سے روشن کرنا ہے یہ ہمارا مقصد ہے اور اسی لئے ہم زندہ ہیں۔

دوسری بات یہ کہ یہ دعائیں کریں کہ اے خدا! پاکستان میں جو انقلابی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں ان تبدیلیوں کے نتیجے میں احمدی تن آسان ہو کر ان خوبیوں کو چھوڑ نہ بیٹھیں جو مشکل وقتوں نے انہیں عطا کی تھیں بلکہ پہلے سے بڑھ کر ان پر قائم ہو جائیں اور ایسی روشنی کا سورج ان پر طلوع ہو جس میں تیری محبت کا نور پہلے سے بڑھ جائے ان کے دلوں میں اور اس کی اونچی ہو جائے اور وہ جو پہلے زخموں اور تکلیفوں کے نتیجے میں تیری طرف مائل ہوئے تھے اب وہ جذبۂ شکر سے اور بھی زیادہ تجھ سے محبت کرنے لگیں۔ اے خدا! ایسی روشنی کا سورج ان پر طلوع کر کہ جس سے تن آسانی پیدا نہ ہو اور اس کے نتیجے میں دنیا کی لالچیں اور دنیا کی لذتیں ان کو تجھ سے ہٹا کر اپنی طرف مائل نہ کر لیں بلکہ ایسی صبح ان پر طلوع ہو کہ پہلے سے زیادہ یہ تیرے بن جائیں اور پھر یہ آسانی ان کو راہ حق سے ہٹانے کی بجائے راہ حق پر ان کے قدم تیز کرنے کا موجب بنے۔ یعنی مشکلات جو بعض دفعہ اچھے کام کرنے

والوں کے قدموں میں زنجیروں کا سا کام کرتی ہیں۔ یہ جب مشکلات کی زنجیریں ٹوٹیں تو پہلے سے بڑھ کر وہ شاہراۂ ترقی اسلام پر تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کریں اوراس کے نتیجے میں تمام عالم میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا نور پھیلانے میں ہمیں پہلے سے زیادہ تقویت حاصل ہو۔ یہ ہے معنی خیز صبح جس کی ایک مومن کو تلاش رہنی چاہئے، یہ ہے وہ معنی خیز صبح جس کی ایک مومن کے دل میں قدر ہونی چاہئے، یہ وہ صبح ہے جو اسلامی اصطلاح میں صبح کہلا سکتی ہے۔ باقی دنیا کی باتیں ہیں ان میں صبحیں آتی ہیں بعض دفعہ راتوں کے نام پر، بعض دفعہ ان کی بنائی ہوئی راتیں بعض لوگوں کو روشنیاں عطا کر جاتی ہیں۔ حقیقت وہی ہے جو قرآن نے بیان فرمائی اور سچی اصطلاح وہی ہے جو اسلامی اصطلاح ہے۔ پس ہمیں اپنی تمام سوچوں کو اسلامی اصطلاح میں ڈھالنا چاہئے اور اپنے مطمح نظر کو بلند اور وسیع تر رکھنا چاہئے۔

اس دعا کی تاکید کے بعد میں آپ کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے جو تفکرات یا اندیشوں کا میں نے اظہار کیا ہے یہ انسانی نقطۂ نگاہ سے جو حالات نظر آ رہے ہیں ان کو پڑھ کر کیا ہے۔ جہاں تک الٰہی تقدیر مجھے دکھائی دے رہی ہے مجھے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ یہ اندیشے احمدیت کے حق میں غلط ثابت ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ خدا تعالیٰ نے احمدیت کے لئے جو سہولتیں پیدا کرنی شروع فرما دی ہیں وہ سہولتیں بڑھتی اور پھیلتی رہیں گی اور ہمارے راستے وسیع ہوتے اور انشاءللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ راہ حق پر ہمارے قدم پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ اور زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ خدا کی تقدیر اسی طرح ظاہر ہوگی۔